گھریلو اختلافات کے عوامل اور اسکے علاج

<"xml encoding="UTF-8?>

بسمہ تعالی

گھریلو اختلافات کے عوامل اور اسکے علاج

فدا حسین حلیمی(بلتستانی)

پیشکش : امام حسین علیہ السلام فاؤنڈیشن

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے اور یہ کہنا بےجابھی نہیں کہ انسان فطری طور پر اجتماعی اورمعاشرتی زندگی کرنے کی طرف میل رکھتا ہے اوریہ اس لیے بھی ہے کہ اسی راہ سے ہی ہر فرد کی مادی اور معنوی ضروریات پوری ہو جاتی ہیں ؛کیونکہ انسان کی بعض مادی اور معنوی ضروریات ایسی ہوتی ہیں جو جب تک معاشرتی اور اجتماعی صورت میں زندگی نہ گزارے ؛اس وقت تک اسکی یہ ضروریات پوری نہیں ہوتی ؛ لہذا ہمیں بھی اجتماعی زندگی کی اہمیت اور قدروقیمت انہی مادی اور معنوی ضروریات میں ڈھونڈنا ہوگا ؛ چنانچہ ان ضرورتوں کو معلوم کرنے کے لیے ہمیدوسروں کی طرف محتاج ہونے کو زندگی کے مختلف مراحل میں ہم دیکھ سکتے ہیں ۔

پہلا مرحلہ: انسان کے اس عالم ہستی میں قدم رکھنے کے لیے دوسرں کی طرف محتاج ہے جیسا کہ بچہ کی ضرورت ماں باپ کی طرف جب تک ماں باب کا تصور نہ ہو اس وقت تک کسی بچے کا اس دنیا میں قدم رکھنا قانوں طبیعت کے خلاف ہے ۔

دوسرا مرحلہ : اسی طرح دنیا میں آنے کے بعد زندگی کے مختلف مراحل میں دوسروں کی طرف محتاج ہوتا ؛جیسا کہ بچے کی نشونما؛ نگہداری اور پرورش کے لیے وہ ڈایرکٹ اپنی ماں کیطرف محتاج ہوتا ہے یا تو بلواسطہ ؛تحصیل علم ؛ کمالات او رمعرفت حاصل کرنے کے لیے دوسروں کی طرف محتاج ہوتا ہے ۔

پس انساجب اپنی اصل وجود میں دوسروں کی طرف محتاج اور ضرورت مند ہے تو پھر ان ضرورتوں اور حاجتوں کی تقاضوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے ۔تاہم بسا اوقات ایسے عوامل وجود رکھتے ہیں جنکی وجہ سے اس اجتماعی زندگی سے نہ صرف وہ ضروریات پوری نہیں ہوتی؛ بلکہ الٹا اسے نقصان اٹھانا بھی پڑتا ہے اور رفتہ رفتہ

اجتماعی زندگی پاش پاش ہو کر رہ جاتی ہے اور اایک معاشرے کے اندر یا ایک فیملی کی شکل میں ساتھ زندگی کرنے والوں کی درمیاں دشمنی اور ناچاکی پیدا ہوجاتی ہے ۔

ہاں ایک نکتے کی طرف متوجہ رہنا انتہائی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ جب اجتماعی اور سماجی زندگی کی بات ہوتی ہے تو اس اجتماعی زندگی میں فیملی اوگھریلو زندگی کی اہمیت سب سے ذیادہ ہے اور خانوادگی محیط میں ہی انسان کے اکثر مادی اور معنوی ضروریات پوری ہو جاتی ہے لہذا اجتماعی اور معاشرتی زندگی میں فیملی زندگی کی اہمیت بہت ہی نمایاں ہے ۔چناچہ اس اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوے ہم یہاں بطور مثال گھریلو زندگی کو سامنے رہ کر اعضاے خانوادہ کے درمیاں اختلافات پیدا کرنے والی اور ان اعضاء کے درمیاں اہمی الفت اور یک جھتی کو نقصان پہنچانے والی بعض عوامل کی طرف اشارہ کرنے کے بعد ان عوامل کی ریشہ کنی اور ان اختلافات کو ختم کرنے یا کم کرنےوالی راہوں کی طرف اشارہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔

فیملی زندگی میں اختلافات کے موجب عوامل ۔

ا: سوء ظن اور بد گمانی ۔

دوسروں کی نسبت سوء ظن (منفی سوچ) اور بد گمانی ان اخلاقی رذائل میں سے شمار ہوتا ہے جو فیلمی؛ ہمسائگی ؛اور دیگر اجتماعی اور سماجی مناسبات اور ارتباطات پر منفی اثر چھوڑتا ہے اور ان باہمی ارتباطات کو مختل یا سست کردیتا ہے اور بعض دیگر گناہوں کے انجام پانے کا زمینہ فراہم کر دیتا ہے۔سو بد گمانی سے جو سب سے بڑا نقصان ہوتا ہے وہ فیملی اعضاء اور معاشرے کی افراد کے درمیاں سے روح اعتماد اور اطمینان کا اٹھ جاناہے یونہی معاشرتی زندگی میں بد اعتمادی پھیل جاتی ہے جو رفتہ رفتہ جا کررشتداروں کے درمیاں خونی اور سببی رشتوں کے ٹوٹ جانے کا سبب بنتی ہے ۔اسیلیے مکتب اسلام ؛ایمان لانے والوں کو اس برے اخلاقی صفت سے بچ کے رہنے اور اسکے مقابلے میں دوسروں پراعتماد کرنے اور حسن ظن رکھنے کی دعوت دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہوتا ہے ۔(يَأَيهَا الَّذِينَ ءَامَنُواْ اجْتَنِبُواْ كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ ثمٌ) ۔

اے ایمان والو! بہت سی بدگمانیوں سے بچو، بعض بدگمانیاں یقینا گناہ ہیں۔

اسی طرح معصومیں کے ارشادات میں بھی انسان کے اپنے بارے میں سوء ظن رکھنے جبکہ دوسروں کے بارے میں حسن ظن اور مثبت سوچ رکھنے کی تاکید کی ہے ۔چنانچہ اسی بارے میں رسول صلعمؐسے روایت ہے آپ فرماتے ہیں ۔ بد گمانی سے بچ کے رہو کیونکہ بد گمانی اور سوء ظن بتریں قسم کا جھوٹ ہے (بحار الانوار: ج 72: ص 195)

اسی طرح بد گمانی کی مذمت میں امیر المؤمنینؑ فرماتے ہیں :پروردگار عالم کسی مومن کو ایمان لانے کے بعد عذاب نہیں کرتا سواے بدگمانی اور بد خلقی کے ۔

اسی طرح روایات میں بد گمانی کے منفی اثرات جو معاشرتی زندگی پر مترتب ہوتے ہیں انکی طرف بھی اشارہ ہوے ہیں اور انہی اثرات میں سے بعض یوں بیاں ہوے ہیں 1: عبادات کا فاسد ہوجانا ۔2:گناہوں کا بوجھ سنگین ہونا ۔3: معاشرہ؛ صلح وصفائی کے فقدان کا شکار ہونا۔

چنانچہ امام سجاد صحیفہ سجادیہ میں اس خطرناک بیماری سے نجات پانے کی دعاء کرتے ہیں اور فرماتے ہیں ۔ومن ظنة اہل الصالح الثقة ۔پروردگارا میرے بارے میںصالح افراد کی بد گمانیوں کو اطمینان اور اعتمادمیں تبدیل فرما !لہذا اسی خطرناک بیماری کا ٹور ایک دوسرے کے اوپر حسن ظن رکھنا اور جتنا بھی ہو سکھے دوسروں کے نامناسب کردار کو خیر اور اچھائی پر حمل کرنا ہے اگر انسان اپنے اندردوسروں کو مثبت نگاہ سے دیکھنے کی عادت ڈالے تو خود بخوداسے بہت ساری بیماریوں سے چھوٹکارا حاصل ہو جاے گا ۔

۲: حسد

اخلاقی برائیوں میں سے ایک اور انتہائی خطرناک بیماری جو خود بہت سارے دیگر اخلاقی بیماریوں کو جنم دیتی ہے؛ اور اسی وجہ سے قرآن کریم نے قتل جیسے نا قابل معاف جرم کے نفسیاتی اسباب میں سے ایک سبب جس کی وجہ سے روے زمین پر سب سے پہلا قتل؛ہابیل کے ہاتھوں قابیل کا واقع ہوا جیسا کہ قرآن کریم سورۃ مائدہ میں اس بارے میں ارشاد فرماتا ہے ۔ وَ اتْلُ عَلَيهِمْ نَبَأَ ابْنیَْ ءَادَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْأُخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّکَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّه مِنَ الْمُتَّقِين(غرر الحکم :ج 2:ص 857۔)

ترجمہ: اور آپ انہیں آدم کے بیٹوں کا حقیقی قصہ سنائیں جب ان دونوں نے قربانی پیش کی تو ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی تو اس نے کہا: میں تجھے ضرور قتل کروں گا، (پہلے نے)کہا: اللہ تو صرف تقویٰ رکھنے والوں سے قبول کرتا ہے۔ ایسے ہی حضرت یعقوب پیغمبرؑ کے دیگر بیٹوں نے حسد کی بنا پر حضرت یوسفؑ کو چاہ کنعان میں پھینگ دیا:(اقْتُلُواْ يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوه أَرْضًا يخَْلُ لَكُمْ وَجْه أَبِيكُمْ وَ تَكُونُواْ مِن بَعْدِه قَوْمًا صَالِحِين)۔

(سورہ یوسف: 8)۔

تم لوگ یوسف کو قتل کردو یا کسی زمین میں پھینک دو تو باپ کا رخ تمہاری ہی طرف ہوجائے گا اور تم سب ان کے بعد صالح قوم بن جاؤ گے۔

اور جب یہ روحی بیماری فیملی اعضاء کے درمیان پھیل جاے اور خدا نخواستہ بھائی بھائی سے یا بہن بھائی سے یا ساس بہو سے تو پھر اس گھریلو اور فیملی زندگی میں افراد کے درمیاں محبت؛ صمیمیت ؛اعتماد اور ہمدلی جیسی کوئی چیز باقی نہیں رہتی اور آہستہ آہستہ باہمی زندگی پاش پاش ہو کے رہ جاتی ہے ۔ اسیلے بعض علماء فرماتے ہیں حسد ایک فعّال اور محرک احساس ہے جو انسان کے حرکات؛ سکنات اور رفتاروکردار اور تصمیم پر بہت بڑا اثر چھورتا ہے اور اجتماعی زندگی میں پیش آنے والی اکثر اختلافات ؛لڑائی جگڑے کی بنیادی جڑ حسد ہے یہی وجہ ہے روایات میں حسد کوکفر سے تعبیر کیا ہے ۔

حسد کی بعض نشانیاں ۔

حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوے حسد کی نشانیاں کچھ یوں بیاں کرتے ہیں ۔

۱: حسد کرنے والا جسے حسد کرتا ہے اسکی غیبت کرتا ہے ۔

۲: اسکے حضورمیں اسکی چاپلوسی کرتا ہے ۔

۳: وہ جب کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو اسکی مذمت اور سرزنش کرتا ہے ۔

حسد کے بعض منفی آثار روایات میں۔

۱:حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو (4 غرر الحکم ج:1 ص: 266)

چھٹے امامؑ فرماتے ہیں :حسد ایمان کو تباہ کردیتا ہے ۔ حسد انسان کو غرور ؛ تکبر ؛ فخر فروشی ؛ میں مبتلا کردیتا ہے ۔اور شیطان ملعون نے حسد کی بنا پر آدم کے سامنے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور حکم الھی پر عمل کرنے سے بغاوت کیا ۔(5 ۔کافی ج 2: ص 307۔)

لہذا ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اس خطرناک بیماری کی اسکی مخرب آثار اور نشانیوں کے ذریعے نشاندھی کرنے کی کوشش کریں تاکہ اسے بچ کے رہ سکھے ۔

۳: استھزا اور تمسخر ۔

معاشرتی زندگی کو پاش پاش کرنے اور اعضاے خانوادہ کے درمیاں باہمی الفت ؛محبت کو ختم کرکے انھیں ایک

دوسرے سے دور کرنے کی اسباب میں سے ایک اور اہم سبب ایک دوسرے کا مسخرہ کرنا اور مذاق اڑانا ہے ؛بعض لوگ مسخرہ کرنے اور مذاق اڑانے کے ذریعے دوسروں کی شخصیت کونیچا دکھانے اور انکی اجتماعی موقعیت کو گٹھانے کی کوشش کرتے ہیں یہ لوگ دیگر افراد جنہیں اپنا ہم سلیقہ نہیں پاتا یا انہیں انکے اپنے مادی مفاد اور زندگی کے دیگر امور میں مزاحم دیکھتا ہے استہزا اور انکی شخصیت کی تحقیر کرنے کے ذریعے راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں اس امید کےساتھ تاکہ انکا بھی معاشرتی اور فیملی زندگی میں کچھ نہ کچھ مقام بن جاے .بہر حال کسی بھی معاشرے اور فیملی کے متعدد افراد اور عضوہوتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کا اپنا مقام اور سماجی موقعیت ہوتی ہے اور ہونا یہ چاہیے کہ اس مقام اور موقعیت سے معاشرتی اور فیملی محیط کوگرم رکھنے اور اسے مذید مظبوط اور مستحکم کرنے میں استفادہ ہونا چاہیے لیکن اسکی شخصیت کشی اور تحقیر وتمسخر سے نہ صرف اسکی شخصیت سے درست استفادہ ہوتا ہے بلکہ الٹا نقصان پہنچنے کے ساتھ ساتھ اسکی روح پر برا اثر پڑتا ہے اور اسکے اندر روح انتقام اُجاگر ہو جاتی ہے اور اپنے مد مقابل سے انتقام لینے اور اسکو نقصان پہنچانے کے درپے ہوجاتا ہے اور ایسے غم وانده اس پر طاری ہوتا ہے جسے اسکو نفسیاتی اور روانی بیماری میں مبتلا کردیتا ہے ۔اور نہ صرف معاشرے میں اسکی وقار اور شخصیت خدشہ دار ہو جاتی ہے بلکہ فردی زندگی میں بھی بری طرح شکست کھا جاتا ہے ۔چنانچہ قرآن کریم نے ان منفی آثرات کو سامنے رکھتے ہوے مختلف مقامات پر اس برے صفت سے پرہیز کرنے کا حکم دیتا ہے اور اسے منافقین اور کافروں کی اصاوف میں سے قرار دیا ہے لہذا سورة حجرات میں ارشاد باریتعالی ہوتا ہے ۔۔ يَأَيها الَّذِينَ ءَامَنُواْ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسىَ أَن يَكُونُواْ خَيرًا مِّنهمْ وَ لَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسىَ أَن يَكُنَّ خَيرًا مِّنهنَّ وَ لَا تَلْمِزُواْ أَنفُسَكمُ‏ وَ لَا تَنَابَزُواْ بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الاِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْايمَانِ وَ مَن لَّمْ يَتُبْ فَأُوْلَئكَ همُ الظَّالِمُو(لقمان/۸۱)۔

اے ایمان والو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے، ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ ہی عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ یہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے پر عیب نہ لگایا کرو اور ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کیا کرو، ایمان لانے کے بعد برا نام لینا نامناسب ہے اور جو لوگ باز نہیں آتے پس وہی لوگ ظالم ہیں۔ پس اس آیہ مبارکہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کسی بھی شخص کو یہ حق نہیں ملتا کی وہ کسی مومن کی استہزا اور مسخرہ کرے ۔ بلکہ مؤمن کو چاہیے کہ وہ ہمشہ متواضع رہے اور اپنے آپ کو دوسرے مؤمنین کے سامنے ذلیل اورپست دیکھے اور یہ کہنا کہ مؤمن عزیز ہے مؤمن کی عزت کرنی چاہے اسکا مطلب یہ ہے کہ سب کی ذمہ داری ہے کہ وہ مؤمن کی عزت اور ابرو کا خیال رکھے اور اسکی نظر میں کتنے ہی گرا ہوا گھٹیا شخص کیوں ہی نہ ہوپھر بھی اپنے کو اسے اچھا اور بڑا نہ سمجھے ۔اسیلے امام سجاد دعاے مکارم اخلاق میں اس طرح دعا فرماتے ہیں ولا ترفعنی فی الناس درجه ـــــ (صحیفه سجادية/دعاء مكارم الاخلاق/)۔ پروردگارا توفیق عطا فرما کہ لوگ میرا مقام یہ بڑاے مگر یہ کہ خود کو اتنا ہی کمتر بنا دوں ؛مجھے ظاہری طور پر بڑائی نہ دے مگر یہ کہ مجھ کو باطنی طور پر اپنے نفس کے نزدیک اتنا ہی پست کر دے خود سازی اور تربیت نفس کی لیے بہتریں راہ بھی یہی ہے کہ انسان ہمیشہ اپنے آپ کو حقیر ؛ناقص اور کمتر دیکھے۔

بے اعتنائی اور منہ بنا کر پیش آنا ۔ ۔

گفتگو میں دوسروںکے ساتھ بے اعتنائی اور منہ بنا کی پیش آنا معاشرتی زندگی پر برباد کن اور ویران گر اثر چھوڑتاہے ایک طرف معاشرتی اور فیملی اعضاء کے درمیان انس محبت اور ہمدلی کو ختم کردیتا ہے اورانکی درمیان خواہ ناخواہ فاصلہ ڈ ال دیتا ہے تو دوسری طرف ایک دوسرے کی نسبت احساس مسؤلیت اور ہم دردی کوکمزور کردیتا ہے اور یہ دل سردی آہستہ آہستہ دشمنی اور نا چاکی مین تبدیل ہو جاتا ہے قرآن کریم نے سورہ

عبس میں ایک شخص کے کسی دوسرے شخص کے ساتھ بے اعتنائی کے ساتھ پیش آنے اور توجہ نہ دینے کی سخت مذمت کی ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہوتا ہے عبس و تولی ان جائه الاعمی ---- (عبس/١٤)
اسی طرح سورہ لقمان میں بھی پروردگار عالم حضرت لقمان حکیم کی زبانی اس نصیحت کو نقل کرتا ہے جس مین حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوے اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہیں؛ اور اس برے صفت کو دیگر اخلاقی برائیو ں خودپسندی ؛تکبر ؛ فخرفروشی اور تندخوئی کے ساتھ ذکر کی ہیں لہذا مومن کوچاہیے کہ وہ معاشرتی اور فیملی زندگی میں اپنی روح کو اس برے صفت سے پاک رکھا جائے اور ہمیشہ نرم خوئی نرم مزاجی محبت اورخندہ پیشانی کے ساتھ پیش اے جو پیغمبر اکرم کے صفات میں سے ہے(آل عمران/١٥٩)۔
یہ ہیں وہ بعض اسباب جن سے معاشرتی اور فیملی زندگی میں اختلاف پھیل جاتا ہے ۔

باہمی اختلافات کو دور کرنے کاطریقہ ۔

اب ہم ایسے اسباب اور راستوں کے بیاں کوشش کریگے کہ جنکے ذریعے ان اختلافات کی ریشہ کنی ہونے کے ساتھ ساتھ ان اختلافات کی وجہ سے پیش آن والی ناچاکی اور دشمنی کو دوستی اور ہمدلی مین چینج کر سکے؛ انہی اسباب کی طرف اشارہ کرتے ہوے امیر المومنین علی فرماتے ہین تین چیزین افراد کے درمیان دوستی اور محبت کے مضبوط ہونے کا سبب بنتے ہیں وہ تین ہیں(١): تواضع اور فروتنی (2) : مدارا اور نیک برتاو (٣) : حسن خلق
(غرر الحکم /ج 2/ 1506 /ح 4684)۔

١: تقوا اور پرہیزگاری

تقوی سے مراد یہ کہ انسان اپنے نفس کے اندر ایک ایسی حالت پیدا کرے جسکی وجہ سے انسان خود ساختہ طور پر اپنے آپ کو ہر حالت میں گناہوسے بچا سکے تقوی کا حاصل کرنا عبادت ہے بلکہ فلسفہ عبادت بدنی اور مالی اور اخلاقی حصول تقوی ہے لہذا تمام مومنیں کی ذمہ داری ہے کہ ایک دوسرے کو میٹی زبان اور اچھے اخلاق کے ذریعے تقوا کی طرف دعوت دے چنانچہ تقوی جب معاشرتی اور ایک گھریلو زندگی میں آجاے توپھراس معاشرے اور فیملی کی آپس میں متحد ہونے اور بنّے میکوئی دیر نہیں لگتا اور معشرتی زندگی میں پیش آنے والی اکثراختلافات اور برائیاں خود بخود ختم ہو جائیں گئے چنانچہ صادق آل محمد فرماتے ہیں: بہتریں مومن بھائی وہ ہے جو تمہیں سیدا راستے کی طرف ہدایت کرے اور لباس تقوا سے تمیں آراستہ کراے اورتمیں خواہشات کی پیروی سے بچا کے رکّھے ۔ (غرر الحکم /ج1 /ص32 /ح 5029)

٢: تواضع اور فروتنی ۔

لوگوں کے درمیان مقام ومنزلت کا پانا ایک خدا دادی موہوبت ہے لیکن بسا اوقات یہی نعمت اور موہوبت فخر فروشی؛ تکبر؛ غرور جیسی خطرناک بیماریوں کا انسان نفس کے اندر وجود میں آنے کا سبب بنتی ہے اور انسان بجاے اس خدادادی نعمت سے درست استفادہ کرے یہی اسکی ہلاک ہونے کا موجب بنتی ہے مگر یہ کہ خدا اس کو یہ توفیق دے کہ وہ اپنی حقیقت اور کنہ سے آگاہ ہوجاے کہ خدا کے سامنے اسکی کوئی حیثیت نہیں ہے ؛جو کچھ میرے پاس ہے وہ اسنے عطا کی ہے اور میں ایک لحضہ کے لیے بھی بے نیاز نہیں ہوسکتا ؛وہ ذات غنی مطلق ہے جبکہ میندادار اور فقیر اور جب انسان اس نکتے کی طرف متوجہ ہو جاے تو پھر وہ اپنی جگہ خاضع ہو جاتا ہے اور اپنے جیسے دوسرے انسانوں کے سامنے تواضع اور انکساری کے ساتھ پیش آتا ہے اور خود بخود غرور ؛تکبر اور فخر فروشی جیسی خطرناک بیماریوں سے بچہ جاتا ہے۔ مکتب اسلام میں تواضع اور انکساری کی

اہمیت اتنی زیادہ اسلیے ہے چونکہ ان صفات حمیدہ کے پیچھے انسان کا صحیح دید اورحقائق ہستی کے بارے مایئڈ؛ درست نگاہ اور سوچ کار فرما ہوتا ہے اسی لے پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہین: ۔ قیامت کے دن تم میں سے میرے سب سے ذیادہ نزدیک شخص وہ ہوگا جسکا اخلاق سب سے اچھا اور تواضع میسب سے ذیادہ فروتن اورمتواضع ہو اور مجھ سے دور ترین شخص وہ ہو گا جو سب سے ذیادہ مغروراورمتکبر ہو (نہج الفصاحہ /ص 483/ ح 228)

اور یہ نکتہ ذہن مین رکھنا چاہے کہ تواضع اس وقت ذیادہ قیمتی ہوتا کہ جب وہ شخص کسی بلند اجتماعی مقام ومنزلت کا مالک ہو چنانچہ پیغمبر اکرم فرماتے ہیں : تم میں سے برترین لوگ وہ ہیں جوبزرگی اور بڑائی کے وقت فروتنی اور انکساری کے ساتھ پیش ائیں(نہج الفصاحہ /ص 233 /ح 119)

جیسا کہ حضرت موسیؑ کی بارے میں یہ قصہ معروف ہے کہ ایک دفعہ پروردگار عالم کی جانب سے خطاب آتا ہے اے موسی! اس دفعہ کوہ طور پر میری درگاہ میں آنے سے پہلے اپنے ساتھ اپنے سے پست کسی مخلوق کو لے کرآنا ہے حضرت موسیؑ امر الہی کی اطاعت کرتے ہوے اپنے سے پست مخلوق کی تلاش میں نکلتے ہیں سب سے پہلے اپنے ہم نوع انسانوں کے درمیان ڈھونڈتے ہے لیکن انسانوں کے درمیان کوئی نہیں ملتا کیونکہ یہ ممکن تھا کہ در عین حال وہ شخص جو حضرت موسیؑ کی نگاہ میں فاسق؛ گنہگار اور ابتر کیوں نہ ہو لیکن خدا کی نظر میں ان سے زیادہ عزیز ہو چنانچہ حضرت موسیؑ انسانوں کو چھوڑ کر حیوانات کی درمیان گےڈھونڈتے ڈھونڈتے کسی متعفن کتے کو پایا اسی کو ساتھ لے جانے کا قصد کیا پھر سوچا یہ حیوان جو میری نگاہ مین کتنے ہی پست کیوں نہ ہو لیکن آخر کار حیوان ہے حیوان گناہ سے پاک ہوتا ہے جسکے انسان مرتکب ہونے کی وجہ سے حیوان سے بھی ذیادہ پست ہو جاتا ہے چانچہ حضرت موسیؑ خالی ہاتھ واپس لوٹ آے اور عرض کیا پروردگار خالی ہاتھ تیری درگاہ میں واپس آیا ہوں اسیلے کہ کسی مخلوق کو اپنے سے پست ترنہیں پایا !خطاب آیا اے موسی! اگر تم اسی متعفن کتے کو لے کے آتا تو آج تم سے منصب نبوت ہمشہ کے لیے چھین جاتا۔

اس داستان سے یہ استفادہ ہوتا ہے کہ انسان کو چاہے کبھی بھی کسی دوسرے انسان کو خصوصا کسی مومن کو کتنے ہی گناہگار کیوںہ ہو تواضع اور فروتنی کے ساتھ پیش آے اور ہمشہ اپنے کو دوسروں سے پست دیکھے۔

۳: مدارا اور خندہ پیشانی سے پیش آنا ۔

ائمہ معصومینؑ کی نورانی ارشادات کی روشنی میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجتماعی اور معاشرتی زندگی میں مدارا انتہائی پسندیدہ صفت ہے کہ جسکا فرد مومن متخلق اور دارا ہونا چاہیے؛ مدارا سے مراد گتفگوکے دوران نرم مزاجی اور معاشرتی زندگی میں اورخصوصاًدوسروسے ملاقات کے دوران خدہ پیشانی اور گشادہ روئی کے ساتھ پیش آنا ہے امیر المومنین علیؑ فرماتے ہیں: لوگون کے ساتھ مدارا کرو (نرم مزاجی سے پیش آو)تا کہ انکی بھائی چارگی سے لطف اندوذ ہو جاو اور خندہ پیشانی کےساتھ پیش آو تاکہ دلوںکے کینہ میٹ جاے (غرر الحکم/ج1 ص/455/ح 5129)

اسی طرح پیغمبر اکرمؐ فرماتے ہیں: عاقل ترین شخص وہ ہے جو زیادہ سے زیادہ مدارا کرے اور ذلیل ترین شخص وہ ہے جو لوگون کی تحقیر اور توہین کرے (بحار ج 72/ص 52/ح7503)

ان روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے حقیقت میں دوسروں کے ساتھ مدارا کرنا اور رفتار میں خندہ پیشانی سے پیش آنا انسان کی اپنی شخصیت کی احترام اور اکرام کرنے کے مترادف ہے اسیلے امام سجاد دعا مکارم اخلاق میں فرماتے ہیں: ومن حب المدارین تصحیحی الثقہ ۔ (دعا مکارم الاخلاق لاامام سجاد)

٤: نیک برتاو

پہلے بھی عرض ہوا معاشرتی اور اجتماعی زندگی سے مراد معاشرے میں مختلف افراد ؛اشخاص یا گروپوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور زنگی کرنا ہے یعنی فیملی معاشرت؛ ہمسائیگی معاشرت ؛علمی معاشرت ؛کام کاج میں معاشرت اور دیگر قسم کے معاشرتوں کا نام ہے اوراس معاشرتی زندگی میں خود بخود ایک مسلمان کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان تمام مذکورہ موارد میں اپنے مد مقابل کی تحقیر؛ اہانت اور مذاق اڑانے سے سخت پرہیز کرنے کے ساتھ ساتھ انکے ساتھ نیک برتاو کرے ؛ ورنہ وہ شخص سخط الہی کا موجب بن جاتا ہے اور عذاب نازل ہوجاتا ہے چنانچہ اس بارےمیں چھٹے امامؑ فرماتے ہیں ۔ جبرئیل آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضرہونے کے بعد عرض کرتے ہیں اے اللہ کے رسولؐ! ارشاد خداوندی ہے کوئی شخص کسی مومن کی اہانت کرے تو اسنے تیر وتلوار کے ساتھ میرا مقابلہ کیا ہے (کافی /ج1 /ص105)

یا اچھے برتاو کے بارے میں فرماتے ہیں: لوگوں کے ساتھ گل مل کے رہو انکے جلسے جلوس میں شرکت کرو کاموں میں ہاتھ بٹاو عزلت گزینی سے بچ کے رہو معاشرتی زندگی میں حکم خدا پر عمل کرو اور انکے ساتھ نیک برتاو کرو (احدیث /ج3 /ص 229)

٥: خوش خلقی ۔

خوش خلقی کے بارے مین چھٹے امام فرماتے ہیں: پروردگار عالم نے کسی نبی کو اس طرح وحی کیا کہ خوش خلقی گناہوں کواسطرح کہا جاتا ہے جس طر ح سورج برف کو پگل دیتا ہے (کافی /ج2/ ص 118)

اسی طرح حدیث میں آیا ہے ۔ ایمان کے اعتبار سے کامل ترین شخص وہ ہے جو لوگومیں سب سے ذیادہ خوش خلق ہو(مصدر سابق ص 240)

اور خوش خلقی کیا ہے اس بارے میں صادق آل محمدؑ سے سوال ہوتا ہے تو آپ یون جواب دیتے ہیں :۔ ملتے وقت تواضع اور فروتنی سے گفتگو میں نرم مزاجی اور خندہ پیشانی سے پیش آنا ہے(مصدر سابق ص 240)

یہ ہے اجتماعی زندگی میں خصوصا نمونے کی طور پر فیملی زندگی میں باہمی اختلافات کے بعض اساب اور اسکے درمان کے بعض عوامل اورراستے۔

آخر مین امید ہے کہ پروردگار عالم ہم سب کو فردی اورمعاشرتی زندگی ان اصولوں کو اپنانے اور خود سازی اور نفس کو تربیت کرنے کی توفیق عطا فرماے آمین۔